New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
تہنیت علی
Creation
محبت
بھیک ہے شاید
از عظمیٰ ضیاء
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبت بھیک ہے شاید

از عظمی ضیاء

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

منگتے ہیں ہم ایک ہی در کے۔۔جو در در مانگتا پھرے اسے سوالی نہیں کہتے۔۔

محبت بھیک ہے شاید؟؟

یہ محبت ہی تو ہے جو اپنے جیسے خوبصورت لفظ کو خالص محرم سے جوڑتے ہوئے زندگی کو خوبصورت معنی دیتی ہے۔۔

جب محبت زندگی کو خوبصورت معنی دیتی ہے تو کیا محبت بھیک ہوئی؟؟

باب ا

لاپرواہ ساوہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کبھی موقع ملے تو سوچنا۔۔۔

اک لاپرواہ سا شخص کیوں تیری اتنی پرواہ کرتا ہے؟ شاویز نے نیم افسردگی کی حالت میں منہ پھلاتے ہوئے دھیرے سے شرارتی انداز میں اس سے کہا جس پر وہ بے ساختہ ہنس دی۔

ہا۔۔۔ہا۔۔۔پرواہ اور تمھیں۔۔۔؟؟ مگر کس کی؟؟ اس نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

جینی۔۔۔کیا واقعی تم نہیں جانتی؟؟ اس نے اسے بغور دیکھا اور گہرے تاثر سے پوچھا۔

نہیں۔۔۔ جینی نے سادگی سے جواب دیا اور کچن میں موجود برتنوں کو ترتیب دینے لگی۔

اچھا۔۔اب جاؤ یہاں سے۔۔۔اس سے پہلے کوئی آجائے۔۔۔جاؤ پلیز۔۔۔وہ خود کو مصروف کرتے ہوئے بولی مگر حقیقت میں وہ اسے نظر انداز کر رہی تھی۔

بڑی بے مروت ہو تم۔۔۔اک کپ چائے کا مجھے بھی بنا دو ڈیئر کزن۔۔اس نے گلہ کیا۔

شاویز۔۔۔پلیز۔۔چائے مل جائے گی تمہیں۔۔اب جاؤ یہاں سے۔۔ جینی نے کسی کے قدموں کی چاپ کو محسوس کی تو اسے تیزی سے کہا۔

ڈرتی کیوں ہو آخر تم؟؟ شاویز نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے اس کا ہاتھ مضبوطی سے خود کی گرفت میں لیا۔

شاویز۔۔ چھوڑو میرا ہاتھ۔۔شاویز۔۔۔کوئی آجائے گا۔۔۔شاویز۔۔۔۔وہ گھبراتے ہوئے بولی اور ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے جھٹ سے ہاتھ اسکی گرفت سے نکالا۔

کم۔۔۔آن۔۔۔ریلیکس۔۔۔شاویز کھلکھلا کر ہنسا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس قدر خوف۔۔۔وہ سوالیہ بولا۔

خوف تو نہیں ہے یہ۔۔۔اس نے اسے گھورا۔

تو پھر؟؟؟

پتہ نہیں۔۔۔اس نے ایک ٹرے میں کپوں کو اور دوسرے میں گلاسوں کو بالترتیب جوڑا۔

تمھیں کچھ پتہ بھی ہے۔۔۔؟وہ چڑ کر بولا۔

میرے پاس کوئی جواب نہیں۔۔۔پلیز جاؤ یہاں سے۔۔۔وہ پھر سے بولی۔

اگر نہ جاؤں تو؟؟وہ شرارتی انداز سے بولا۔

جنت نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا اور پھر لاپرواہی سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

جنت۔۔۔جنت بیٹی۔۔۔لے بھی آؤ چائے۔۔۔پانی۔۔۔بی اماں آواز لگاتے ہوئے کچن کی طرف آرہی تھیں۔

اماں بی۔۔۔شاویز۔۔۔جاؤ یہاں سے۔۔۔وہ فوراً سے اس سے بولی جبکہ اسکی زبان لرز رہی تھی۔

جی۔۔بس آرہی ہوں۔۔۔وہ اونچی آواز سے بولی اسی اثناء میں اماں بی کچن میں آموجود ہوئیں۔

جنت۔۔۔بیٹی۔۔۔۔جلدی آجاؤ۔۔۔سب انتظار کررہے ہیں تمھارا۔۔۔وہ سنجیدگی سے بولیں۔

جی۔۔بس آرہی ہوں۔۔۔اس نے نظریں چراتے ہوئے کولڈڈرنک کو گلاسوں میں انڈیلا۔

تم۔۔تم یہاں کیا کررہے ہو؟؟اماں بی اسے وہاں دیکھ کر چونکی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں۔۔۔میں۔۔۔وہ بوکھلا سا گیا۔

وہ۔۔۔میں۔۔۔پانی۔۔پانی لینے آیا تھا۔۔۔اس نے فریج کو کھولتے ہوئے بمشکل ہی بہانہ گھڑا۔

امممم۔۔جانتی تھی تم یہیں ہوگے۔۔۔خاص تمہیں سمجھانے کے لیے آئی ہوں۔۔ مہمانوں کے سامنے نہ آنا سمجھے؟؟ان کے لہجے میں دھمکی واضح تھی۔

کیوں؟؟مہمان ہیں کہ خلائی مخلوق؟؟؟وہ کھلکھلا کر ہنسا تو انہوں نے اسے گھور کر دیکھا۔

بتائیں ناں۔۔اماں بی۔۔وہ انہیں تنگ کرنے لگا جس پر انہوں نے لاپرواہی سے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر جنت سے بولیں۔

بیٹی۔۔۔جلدی کرو۔۔۔باہر سب انتظار کر رہے ہیں تمھارا۔۔۔اور ہاں یہ دوپٹہ ذرا ٹھیک طرح سے اوڑھ لو۔۔۔اور ہاں یہ۔۔۔بال ذرا پیچھے ہٹاؤ ماتھے سے۔۔وہ جاتے جاتے رکیں اور اسے ضروری ہدایات دینے لگیں جس پر شاویز نے پانی کی بوتل کو منہ لگاتے ہوئے حیران کن نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

جی۔۔۔اماں بی۔۔۔جنت نے دوپٹہ ٹھیک کیا۔۔بالوں کو پیچھے کیا اور ٹرے کو تھامتے ہوئے ایک نظر شاویز پر ڈال کر ہولے سے مسکرا دی۔۔۔جبکہ وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟

جنت کا مسکرا کر یوں اسکی طرف دیکھنا اسے سب سمجھا گیا تھا۔کچھ کچھ اسکی سمجھ میں آنے لگا تھا۔

وہ تھوڑا سا گھبرائی مگر شرماتے ہوئے چہرے کو دوپٹہ میں تھوڑا سا چھپائے ہوئے باہر آئی۔۔اس کے ہاتھ میں موجود ٹرے جھول رہا تھا جسے اس نے اپنی گرفت میں لینے کی بمشکل ہی کوشش کی۔

اسلام علیکم۔۔۔۔اس نے دھیمی آواز سے کہا اور ٹرے میز پر رکھا۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔بہت پیاری بچی ہے۔۔مسز ثمینہ ہارون مسکرائیں۔

بیٹی۔۔۔کولڈ ڈرنک دو سب کو۔۔۔ماموں جان نے تاکید کی۔

جی۔۔وہ مسکرائی اور باری باری سب کو گلاس پکڑانے لگی۔

ماشاءاللہ سے بیٹی کتنا پڑھی ہو؟؟ مسز ہارون پوچھنے لگیں۔

جی۔۔۔بی ایس ای آنرز۔۔۔لاسٹ ائیر۔۔۔۔وہ جھجکتے ہوئے بس اتنا ہی بول پائی۔

ماشاءاللہ۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔بھئی یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔وہ مسکرا کر بولیں۔

میں۔۔چائے لے کر آتی ہوں۔۔۔وہ رک رک کر بولی اور وہاں سے مسکراتے ہوئے چلی گئی۔

شرما گئی۔۔۔ممانی جان نے اسے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا اور کھلکھلا کر ہنستے ہوئے اپنے سامنے موجود مہمانوں سے کہا۔

کوئی بات نہیں بہن۔۔۔مسز ہارون اور مسٹر ہارون نے یکے بعد دیگرے کہا جبکہ ان کے پاس بیٹھا ان کا بیٹا جو رشتہ کے لیے آیا تھا (جہانگیر) مسکرا دیا۔

شاہ ویز کچن سے باہر آیا اور اماں بی سے نظر بچا کر ڈرائینگ روم میں موجود صورتحال کا جائزہ لینے لگا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

وہ کچن میں داخل ہوئی اور مسکراتے ہوئے چائے تیار کرنے لگی۔

کیا ہے یہ سب ؟؟ شاویز نے کچن میں داخل ہوتے ہی زوردار آواز سے کہا جس سے چائے کی پتی اس کے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچی۔

کیا؟؟؟؟ اس نے چونک کر کہا۔

یہ ڈرائنگ روم میں کون لوگ ہیں اور ؟؟ اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتا جنت فورا سے بولی۔

ابھی مجھے بہت کام ہے۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔ اس نے لاپرواہی سے کہا۔

کیوں جاؤں میں ؟؟ اس نے لڑائی والے انداز سے پوچھا۔

کیونکہ تم مجھے ڈسٹرب کر رہے ہو۔۔۔۔ وہ چڑ کر بولی اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

ڈسٹرب اور میں ؟؟ دیکھو جینی۔۔۔ مجھے سچ سچ بتاؤ وہ لوگ کون ہیں اور وہ تمھیں آخر کیوں دیکھ رہے ہیں ؟؟ اس نے تسلی کرنا چاہی۔

اسکی بات سن کر جنت کھلکھلا کر ہنسی۔

میں نے کوئی لطیفہ تو نہیں سنایا تمھیں۔۔۔وہ غصہ سے بولا۔

ہاں۔۔۔وہ ہنستے ہنستے رکی۔

مگر لطیفے سے کم بھی تو نہیں ہے۔۔۔پھر بات مکمل کرتے ہوئے ٹیبل پر موجود چیزوں کو پلیٹوں میں نکالنے لگی۔

جینی۔۔۔ جینی۔۔۔وہ چڑ کر بولا مگر جنت نے اسکی بات کا جواب نہ دیا۔

جینی۔۔کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔۔۔آخر کیوں وہ لوگ تمھیں دیکھنے آئے ہیں؟؟اور یہ باقی سب کہاں ہیں؟؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

باقی سب چھت پہ ہیں۔۔اماں بی نے خاص تاکید کی ہے سب کو۔۔۔کہ کوئی نیچے نہ آئے جب تک مہمان ہیں یہاں۔۔۔وہ ٹھہر ٹھہر کر اسے آگاہ کرتے ہوئے بولی اور چائے کپوں میں ڈالنے لگی۔

اور میری پہلی بات کا جواب؟؟وہ پھر سے بولا۔

شاویز۔۔۔تو کیا اندھے ہو جائیں وہ لوگ؟؟آخر کیوں نہ دیکھیں مجھے؟؟وہ کام کرتے کرتے رکی اور اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

کیونکہ تمھیں دیکھنے کا حق صرف میرا ہے۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

کم آن۔۔۔شاویز۔۔۔کیا عجیب بچپنا ہے۔۔۔۔وہ کندھوں کو اچکاتے ہوئے بولی۔

بچپنا نہیں ہے جینی۔۔۔وہ تصدیق کرتے ہوئے بولا۔

تو پھر؟؟وہ گھور کر اسے دیکھ کر بولی۔

محبت ہے یہ۔۔۔وہ دل کی گہرائی سے بولا۔

محبت۔۔۔وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

شاویز۔۔۔میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔۔۔سو۔۔۔ہٹو۔۔۔اس نے اسے پیچھے کیا اور بڑے ٹرے میں نمکو، بسکٹس اور سموسوں کی پلیٹوں کو بالترتیب رکھا۔

جینی۔۔۔یہ مذاق نہیں ہے۔۔۔وہ کڑھ کر بولا۔

اچھا۔۔۔تو کیا آپ مسٹر شاویز۔۔۔مجھے دیکھنے والوں کی آنکھیں نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟؟اس نے طنزیہ سوالیہ انداز میں اس کے قریب آ کر کہا۔

ہاں۔۔۔نکال دوں گا آنکھیں۔۔۔وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

very funny

وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

اچھا۔۔۔باقی کا مذاق اب بعد میں۔۔۔اور ہاں۔۔۔آج کوئی تماشا نہ لگانا پلیز۔۔۔اس نے ٹرے اٹھائی اور وہاں سے جانے لگی۔

یہ مذاق نہیں ہے جینی۔۔۔وہ بولتا رہا جبکہ جنت مسکراتے ہوئے اسے لاپرواہی سے دیکھتے ہوئے باہر آموجود ہوئی۔

بھئی۔۔۔آپکی بچی تو ہمیں بہت بھائی ہے۔۔۔بہت خوبصورت ہے۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔وہ جنت کو میز پر ٹرے رکھتے ہوئے دیکھنے لگی اور پیار سے بولیں۔

بہن نصیبوں کی بات ہے۔۔۔ہمارے نصیب میں آپکے گھر کی جنت لکھی ہوئی ہو گی سوچا نہیں تھا۔۔۔اتنے اچھے لوگوں سے تعلق پیدا ہو جائے گا۔۔۔اندازہ نہیں تھا۔۔۔وہ مسکرا مسکرا کر بولیں۔

جی۔۔۔چائے دو نا آنٹی کو۔۔۔ممانی جان نے اسے کہا۔

جی۔۔۔ممانی جان۔۔۔وہ مسکرائی اور چائے کا کپ پرچ میں رکھ کر انہیں باری باری دینے لگی۔اسی اثناء میں شاویز وہاں آنمودار ہوا۔

یہ یہاں۔۔۔کیوں۔۔؟؟وہ چائے پکڑاتے ہوئے اچانک سے اسکے وہاں آجانے پر خود ہی سے سوالیہ بولی۔

شاویز۔۔بیٹا۔۔۔کب آئے آفس سے؟؟اس سے پہلے وہ کسی سے بات کرتا سامعیہ جلدی سے بولیں۔

بس ابھی۔۔۔اس نے گھور کر مسز ہارون کے بیٹے (جہانگیر) کو گھور کر دیکھا جو جنت کی طرف بغور دیکھ رہا تھا اور پھر اپنی ماں کو جواب دیا۔

اچھا۔۔۔بیٹھو بیٹا۔۔مسز ہارون محبت سے بولیں۔

یہ۔۔شاویز ہے۔۔۔ہمارا سب سے چھوٹا بیٹا۔۔۔ ماموں جان (ندیم) ہارون صاحب کو بتانے لگے۔

اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔وہ مسکرائے اور شاویز سے ملنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

بمشکل ہی شاویز نے خندہ پیشانی سے ان سے ملاقات کی مگر اس کو سب سے زیادہ غصہ اس (جہانگیر) پر آرہا تھا جو جنت کو بغور دیکھے جارہا تھا۔جہانگیر نے بھی اسے ملنے کے لیئے ہاتھ آگے بڑھایا جس پر اس نے برائے نام ہی اس سے ہاتھ ملایا۔

گھر کے باقی افراد چھپ کر مہمانوں کو دیکھ رہے تھے جن میں ایمل، سدرہ اسکی بہنیں اور مہرا سکے چچا کی بیٹی تھی۔۔۔کیونکہ اماں بی نے ندیم اور نعیم اپنے دونوں بیٹوں کی بچیوں کو سامنے آنے سے منع کر دیا تھا۔کیونکہ وہ اس معاملے میں ذرا سخت تھیں۔۔۔ جسکو دیکھنے آئے ہیں۔۔۔بس اسی کو دیکھیں۔۔۔یہی سوچ تھی انکی۔۔۔جبکہ ندیم صاحب کی بڑی بہو اور بیٹا ہنی مون کے سلسلے میں ملک سے باہر گئے ہوئے تھے۔

کیانام ہے آپکا۔۔۔آخر شاویز بولا۔

جی۔۔۔جہانگیر۔۔۔وہ ہولے سے بولا۔

ام م م۔۔۔امی۔۔۔ابو۔۔۔آپ بھی ناں! اور اماں بی۔۔۔آپ اتنی سادہ لگتی تو نہیں۔۔۔وہ رک رک کر کچھ سوچتے ہوئے طنزیہ انداز سے بولا۔جبکہ بڑی اور چھوٹی ممانی جان پریشانی سے اس کا چہرہ پڑھنے لگیں۔

جنت جہانگیر۔۔۔اف ف ف۔۔۔وہ بے حد دکھ سے بولا۔

کتنا عجیب لگ رہا ہے ناں؟؟ ہے کہ نہیں؟؟ وہ سب کی طرف دیکھ کر بولا جبکہ جنت کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں اور باقی گھر والے حیران کن نگاہوں سے اسے دیکھنے لگے۔

بھئی۔۔۔ مسٹر جہانگیر آپ۔۔۔۔بہت خوبصورت ہیں۔۔۔دیکھنے سے لگتا تو نہیں کہ کم عقل ہیں آپ؟؟وہ طنزیہ بولا۔

ندیم صاحب۔۔۔یہ۔۔آپکا بیٹا۔۔کیا کہہ رہا ہے؟؟؟ہارون صاحب سنجیدگی سے بولے اور بات کرتے کرتے رکے۔

ارے بہن۔۔۔ہم تو آپکو معزز لوگ سمجھ کر آئے ہیں یہاں۔۔۔اور یہ آپکا بیٹا۔۔۔ مسز ہارون اسکی حرکت پہ سخت برہم ہوئیں۔

معزز لوگ سمجھ کر۔۔۔شاویز ہنسا۔

تو اب گویا کہ ہم معزز نہیں رہے؟؟تو اٹھیے اور اپنے گھر کی راہ لیجیئے۔۔۔۔وہ ہنسا اور طنزیہ مزید کھلکھلایا۔اماں بی اور باقی سب اسکی اس حرکت پر بے حد حیران ہوئے۔

ایمل،سدرہ اور مہر بھی ہکی بکی رہ گئیں۔۔وہ ڈرائنگ روم کے دروازے سے اندر کا منظر صاف دیکھ رہی تھیں۔۔۔جبکہ ڈرائنگ روم میں مہمانوں کی طرف سے سخت برہمی کا اظہار تھا جسے دیکھ کر وہ تینوں تیزی سے وہاں سے ہٹ گئیں۔۔۔اماں بی،ندیم اور نعیم نے بہت معذرت کی مگر اس کے باوجود بھی وہ انہیں روک نہ پائے جبکہ جنت اس معاملے کو دیکھ کر وہاں سے فوراً باہر آگئی۔نعیم اور زیبا نے بھی اپنی راہ لی۔

میں پوچھتی ہوں آخر بناء اجازت کے تم وہاں آئے ہی کیوں؟؟ یہ اماں بی تھیں جو شعلہ کی طرح بھڑک کر شاویز سے پوچھ رہی تھیں جبکہ شاویز نظریں جھکائے سہما ہوا بس زمین پہ نظریں جمائے ہوئے تھا۔

اماں بی۔۔۔بچہ ہے۔۔۔آپکو تو پتہ ہے ناں!! سامعیہ ہکلاتے ہوئے ہولے سے بولیں جس پر ندیم صاحب نے گھور کر اس کو دیکھا۔

یہ۔۔۔بچہ ہے؟؟ حد کرتی ہو سامعیہ تم بھی۔۔۔وہ تقریباً غصہ سے بولے۔

اب تم دونوں میاں بیوی لڑنا بند کرو۔۔۔اماں بی نے دونوں کو خوب جھاڑ پلائی۔

مگر اماں بی۔۔۔ندیم صاحب مزید بولنے کی کوشش کرنے لگے۔

بس جاؤ تم لوگ یہاں سے۔۔۔۔مجھے آج اس سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔۔۔وہ حکمیہ انداز سے بولیں۔

جی۔۔۔دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر شاویز پر نظر ڈالتے ہوئے فوراً سے باہر نکل گئے۔

ہاں تو۔۔۔برخودار۔۔۔مسئلہ کیا ہے تمھیں آخر؟؟ اب کے انہوں نے قدرے نرمی سے استفسار کیا۔

اماں بی۔۔۔آپ نے دیکھا نہیں تھا۔۔۔وہ جہانگیر۔۔۔وہ کسی طرح سے جنت کے لائق ہے ہی نہیں۔۔۔تو پھر آپ۔۔۔وہ تمھید باندھتے ہوئے ذرا سی ہمت سے اس سے پہلے اپنی بات مکمل کرتا اماں بی اپنی گرجدار آواز میں بولیں۔

اب تم مجھے بتاؤ گے کہ کون کس کے لائق ہے؟؟اور کون نہیں؟؟ہاں؟؟بولو؟؟

اماں بی۔۔۔وہ۔۔۔وہ سہم کر بولا۔

کیا وہ؟؟آخر کیا دشمنی ہے تمھاری جنت سے؟؟جو کوئی اس کا رشتہ دیکھنے آتا ہے۔۔تم یہی حال کرتے ہو ان کا۔۔۔جیسا آج ان لوگوں کے ساتھ کیا۔۔بلکہ ان لوگوں کے ساتھ تو حد ہی کر دی تم نے بدتمیزی کی۔۔

اماں بی۔۔۔غلطی ہو گئی۔۔۔وہ شرمندگی کا اظہار کرنے کی کوشش کرنے لگا جبکہ اس کے چہرے سے شرمندگی کسی حد تک بھی معلوم نہیں ہو رہی تھی۔

غلطی۔۔۔؟؟انہوں نے اسے مزید گھور کر دیکھا۔

آخر تم چاہتے کیا ہو؟؟وہ مزید الجھیں۔

جنت کو۔۔۔وہ دبی آواز میں بولا۔

کیا؟؟کیا کہا؟؟

وہ۔۔۔اماں بی۔۔۔وہ ہکلایا۔

ابھی تو جنت پڑھ رہی ہے۔۔۔تو آپ کیوں؟؟

دیکھو بیٹا۔۔۔وہ نرمی سے اسکو ٹوکتے ہوئے بولیں۔

ہم جو کر رہے ہیں اسکی بھلائی کے لیے کر رہے ہیں۔

مگر اماں بی۔۔۔وہ پھر سے بولا۔

ارے بس۔۔۔بہت ہو گیا۔۔تمھیں سمجھ نہیں آ رہی میری بات کی؟؟وہ الجھ کر برہم مزاجی سے بولیں۔

بحث پہ بحث کیے جا رہے ہو فضول میں۔۔۔اور آج کے بعد اس قسم کی حرکت تم نے کی تو بہت برے سے پیش آؤں گی تمھارے ساتھ۔۔۔سمجھے۔۔۔

ابھی کونسا پھولوں کے ہار پہنا رہی ہیں۔۔۔وہ نیم مسکراہٹ پیش کرتے ہوئے بولا۔

کیا کہا تم نے؟؟وہ اسکی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگیں۔

نہیں۔۔۔کچھ بھی تو نہیں۔۔۔

اچھا۔۔۔اب میں جاؤں؟؟وہ جان چھڑواتے ہوئے بولا۔

میری بات تمھاری سمجھ میں آگئی ہے تو جا سکتے ہو۔۔۔

عشق کبھی عاشقوں کو سدھرنے نہیں دیتا۔۔۔تو مجھے کیا خاک سمجھ آئے گی۔۔۔وہ گردن ہلا کر پلٹ کر ڈرائنگ روم سے باہر آتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔

نجانے کیا کہا ہو گا اماں بی نے اسے۔۔۔سامعیہ باہر کھڑی ندیم صاحب سے کہہ رہی تھیں۔

لو آگیا تمھارا لاڈلہ۔۔۔اسکے تاثرات دیکھ کر لگ نہیں رہا کہیں سے بھی کہ اسے اماں بی کے کچھ کہنے کا ذرا سا بھی اثر ہوا ہے۔۔۔ندیم صاحب شاویز کے چہرے پر مسکراہٹ کے آثار دیکھتے ہوئے طنزیہ انداز سے بولے۔

آپ تو بس۔۔۔ہاتھ دھو کے پیچھے پڑے رہتے ہیں میرے بچے کے۔۔۔وہ شاویز کی طرف پیار سے دیکھ کر پھر ندیم صاحب سے رونے والے انداز سے بولیں۔

یہ تمھاری ڈھیل اور حمایت کا ہی نتیجہ ہے سامعیہ بیگم۔۔وہ قدرے غصہ سے بولے اور پھر وہاں سے چل دیئے جبکہ انہوں نے لاپرواہی سے انکی بات کو سنا اوران سنا کرتے ہوئے شاویز سے لاڈ پیار کرنے لگیں۔

میرے بچے نہ کیا کر وایسا۔۔کوئی جنت کے ساتھ ناانصافی نہیں کر رہا۔۔تم سمجھتے کیوں نہیں ہو۔۔

ارے میری ماں۔۔ٹینشن ناٹ۔۔اماں بی کونسا کوئی دیو ہیں۔۔جن سے اتنا ڈرتی ہیں آپ؟؟وہ انکے گلے کے گرد اپنی بانہیں پھیلاتا ہوا بے حد لاڈ سے بولا۔

شاویز۔۔دادی ہیں تمہاری۔۔ایسا نہیں کہتے۔۔۔انہوں نے اسے منع کیا مگر اسکے لفظوں پہ خود کو ہنسنے سے روک نہ پائیں۔

ویسے ایسا ہی ہے ناں۔۔وہ انہیں آنکھ مارتے ہوئے بولا اور مسکرایا۔

شاہ ویز۔۔انہوں نے اسے شکایتی نظروں سے گھورا تو وہ مزید کھلکھلا کر ہنسا۔

مہر اسکے کمرے میں داخل ہوئی۔معمول کے مطابق وہ مغرب کے بعد لیپ ٹاپ پر اسائنمنٹ کا ہی کام کر رہی تھی۔اس نے جنت کو بغور دیکھا مگر جنت نے اسکے کوئی بات نہیں کی۔جو کچھ شاویز نے کیا وہ پہلی دفعہ تو ہوا نہیں تھا مگر مہر کی آنکھوں میں اک عجیب سی شرارت تھی۔۔۔ایک شک تھا جسے سمجھتے ہوئے جنت نے لاپرواہی سے اسے دیکھا اور پھر لیپ ٹاپ پر نظریں جمالیں۔

ڈیئر کزن۔۔۔ نظریں کیوں چرا رہی ہو؟؟ مہر نے آخر خاموشی توڑتے ہوئے دبی مسکراہٹ سے کہا۔

نظریں؟؟ بھلا میں کیوں چراؤں گی۔۔۔ وہ ہولے سے ہنس دی۔

امممم۔۔۔۔ تو پھر خاموش کیوں ہو بھلا؟؟

یار دل نہیں چاہ رہا میرا بات کرنے کو۔۔۔ وہ چڑ کر تھکی ہوئی بولی۔

جنت۔۔۔ مہر تھوڑی آہستگی سے بولی۔

ہاں۔۔ وہ کام کرتے ہوئے اسے جواب دینے لگی۔

مجھے تو لگا تھا آج بات بن ہی جائے گی۔۔ خیر کیا کر سکتے ہیں۔۔

اسکی بات پہ اس نے اسے لاپرواہی سے دیکھا اور پھر سے لیپ ٹاپ پہ اپنا کام کرنے میں مگن ہو گئی۔ مہر سمجھ چکی تھی کہ اسے اس حوالے سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

ایک بات پوچھوں؟؟ اس نے گہرے انداز سے اسے دیکھا۔

ہاں۔۔۔

اگر جھوٹ نہ بولو تو؟؟ اس نے شرطیہ انداز میں کہا۔

پہلے کبھی جھوٹ بولا ہے مہر؟؟وہ سوالیہ انداز میں بولی۔

اچھا۔۔۔پہلے یہ لیپ ٹاپ تو بند کرو۔۔

اچھا بابا۔۔۔یہ لو۔۔۔کہو اب؟؟اس نے لیپ ٹاپ کو بند کیا اور آخر کار اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

کیا تم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی؟؟

نہیں یار۔۔۔پہلے سٹڈیز کمپلیٹ ہو لیں پھر مگر۔۔وہ افسردگی سے بولتے ہوئے رکی۔

مگر؟؟مگر کیا؟؟

جیسے ماموں اور ممانی جان کہیں گے۔۔۔مجھے ویسے ہی کرنا ہو گا ناں اور سب سے بڑھ کر اماں بی کا فیصلہ ہے یہ۔۔۔۔۔وہ افسردہ ہوئی۔

اف ف ف۔۔۔اماں بی۔۔۔وہ جنجھلائی۔

آخر تم کہتی کیوں نہیں ان سے کچھ۔۔۔

کیا کہوں ان سے؟؟اس نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

اب یہ بھی میں بتاؤں تمھیں۔۔وہ غصہ سے بولی۔

اچھااب غصہ تونہ کرو۔۔۔وہ ہولے سے ہنس دی۔

جنت۔۔۔وہ بےزاری سے اسکی ہنسی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

کیاہے؟؟ریلیکس۔۔۔۔وہ مہر کو تسلی دیتے ہوئے بولی۔

تم سے اچھاتو شاویز ہے۔۔۔کم از کم تمھاری خاطر بول تولیتا ہے۔۔

مہر۔۔۔چلو۔۔۔چلیں۔۔۔کچن میں بہت ساکام کرنے والاپڑاہے۔۔وہ اسکی بات کو لاپرواہی سے سنتے ہوئے سنجیدگی سے بولی جبکہ مہر نے شاویز کے نام لیے جانے پر اس میں ایک عجیب سی تبدیلی محسوس کی۔

NEW ERA MAGAZINE

کچن میں داخل ہوتے ہی دونوں نے کھانا بنایا۔اتوار تھاسواتوار کو دونوں کی رات کے کھانے میں ڈیوٹی ہوتی تھی،جو دونوں کی طرف سے رضاکارانہ طور پر خود ہی قبول کی گئی تھی۔

ایمل اور سدرہ کی مدد سے مہر نے ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگایا،مگر جنت تھی کہ کچن میں غیر ضروری کاموں کو کھولے بیٹھی انہیں اگنور کررہی تھی۔

آجاؤاب تم بھی باہر۔۔۔مہر کچن میں فوراًسے داخل ہوئی۔

آتی ہوں۔۔۔وہ رومال سے پلیٹوں کو صاف کرتے ہوئے جان بوجھ کر مصروف ہوئی۔

جنت۔۔۔یہ بعد میں بھی ہو سکتا ہے۔۔۔اس نے اسکے ہاتھ سے رومال اور پلیٹیں پکڑیں۔

مہر۔۔۔میرا جی نہیں چاہ رہا۔۔وہ اکتائی۔

تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے۔۔۔ہمارے گھر میں جب تک تم ڈائننگ ٹیبل پر موجود نہ ہو۔۔۔اماں بی کسی کو چیچ تک نہیں پکڑنے دیتیں۔وہ اسے یاددہانی کروانے لگیں۔

مہر۔۔میں ماموں اور ممانی جان کو کیسے فیس کروں گی۔۔۔ہر بار۔۔۔ہر بار انہیں شاویز کی وجہ سے شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے۔اور وجہ میں ہی ہوں۔۔ وہ رونی صورت بنا کر بولی۔

اف ف ف۔۔۔مہر نے اسے بغور دیکھا،اور لمبی سانس بھری۔

تم وجہ نہیں ہو۔۔۔ سمجھی۔۔۔۔شاویز نے جو بھی کیا بہتر ہی کیا۔۔۔اب فضول میں یہاں کھڑے رہنے سے باہر موجود گھر والوں کے پیٹ پر ظلم کر رہی ہو۔۔۔وہ اسے سمجھاتے ہوئے مذاحیہ انداز میں کھلکھلائی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر لے گئی۔

اتنی دیر کیوں لگادی آنے میں؟؟اماں بی نے دونوں کو کرسی پر بیٹھتے ہوئے دیکھااور پریشانی سے بولیں۔

اماں بی۔۔۔وہ۔۔۔جنت کی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔مہر رک رک کر بولی۔

کیاہوا؟؟شاویز فوراً سے بولا جس پر سب گھر والوں نے ایک دوسرے کو حیران کن نگاہوں سے دیکھا۔

بہت بھوک لگی ہے مجھے تو۔۔۔آپیہ اتنی دیر کیوں لگادی۔۔۔سدرہ موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے تیزی سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com

اماں بی اجازت ہو تو۔۔کھانا کھالیں اب؟؟ایمل شرارتی انداز میں دریافت کرنے لگی جس پر اماں بی ہنس پڑیں۔

سب نے کھانا شروع کیا جبکہ شاویز کا برابر دھیان جنت پر ہی تھا مگر وہ اسے اگنور ہی کر رہی تھی۔

کیسی ہو جنت بیٹی اب؟؟اماں بی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

جی ٹھیک ہوں۔۔

بھلا بتادیتیں۔۔آج کچن میں کھانا ہم بنالیتے۔۔ممانی جان زیبا نے پریشانی کا اظہار کیا۔

نہیں۔۔ ممانی جان۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔ ٹھیک ہوں۔۔بس ذرااسائنمنٹ کا کام کرتے کرتے تھک گئی تھی۔۔۔وہ وجہ بیان کرنے لگی توانہوں نے اسکی نظروں کا تعاقب کیاجو بات توان سے کررہی تھیں مگر سنانا کسی اور کوچاہتی تھیں۔

ویسے بھی کھاناتو مہر نے بنایاہے۔۔ میں نے توبس اس کی ہیلپ کی ہے۔اسکی وضاحت پہ مہر نے اسے کہنی مار کر چپ کروایا۔

کوئی بات نہیں۔۔سیکھ لوگی تم بھی دھیرے دھیرے سب۔۔زیبا کی ذو معنی بات کو سبھی نے اگنور کیا۔

امم مم۔۔۔مہر تم بہن کا سر دبادینا کھانے کے بعد۔۔۔ندیم ماموں بولے۔

جی۔۔۔تایاجان۔۔۔وہ ہولے سے مسکرائی۔

نہیں ماموں۔۔اسکی کوئی ضرورت نہیں۔۔ جنت بھی ہولے سے مسکرائی اور نظریں جھکائے ہوئے بولی۔

ابو جی۔۔۔یہ مہر آپیہ سر نہیں دبائیں گی۔۔۔بلکہ سر کھائیں گی بہت۔۔ایمل مذاحیہ انداز سے بولی جس پر ندیم صاحب اور نعیم صاحب دونوں کھلکھلا کر ہنسے اور مہر نے اسے گھور کر دیکھا۔

بچو۔۔لڈو میں ہراتی ہوں تمھیں۔۔ٹینشن نہ لو۔۔مہر زیر لب مسکرائی تو ایمل ہنستی ہنستی رکی۔وہ سمجھ گئی تھی کہ اب اسکی خیر نہیں۔

اچھا۔۔۔اماں بی۔۔۔چلتا ہوں میں۔۔۔ صبح جلدی جانا ہے آفس۔۔۔نعیم صاحب اٹھے۔

پاپا۔۔مگر چائے؟؟مہر فوراً سے بولی۔

چائے پی لی تو نیند نہیں آئے گی۔۔زیبا دودھ لے آنا۔انکی بات پہ زیبا کے منہ سے عاجزانہ انداز میں صرف جی ہی نکلا۔

میری چائے جنت کو دے دینا۔۔مزید فریش ہو جائے گی۔۔وہ جنت کے پاس آکر اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر بولے اور وہاں سے چلے گئے۔

باری باری سب اٹھے اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔اس وقت وہاں سامعیہ،زیبا اور شاہ ویز موجود تھے۔ایمل اور سدرہ دونوں گپیں لگانے میں مصروف تھیں جبکہ مہر اور جنت برتن سمیٹنے میں مصروف تھیں۔

میں ہیلپ کروادوں؟؟شاہ ویز فوراً سے آگے بڑھا تو سامعیہ نے اسے اشارۃً دور رہنے سے منع کیا۔

تم تو ہر وقت بچی کی ہیلپ میں لگے رہتے ہو۔۔زیبا کے لفظوں طنز واضح تھا۔

امی۔۔مہر نے زور دے کر کہا تو وہ خاموشی سے مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی،

لیکن سامعیہ کو اسکی یہ بات بہت حد تک چبھی تھی اور جنت کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔

وہ دونوں بھی چچی کے طنز پہ ہکا بکا رہ گئیں، تبھی سامعیہ نے انہیں مخاطب کیا۔

چلو۔۔بچیو۔۔۔ایمل سدرہ۔۔۔۔تم لوگ بھی اٹھو۔۔صبح جلدی سکول جانا ہے۔۔

جی۔۔۔امی جی۔۔۔دونوں بھی وہاں سے اٹھیں اور چلی گئیں۔

اماں بی کے دو بیٹے تھے۔ندیم صاحب بڑے بیٹے تھے اور نعیم صاحب چھوٹے۔

ندیم صاحب کے ہاں اولاد میں دو بیٹے شماز اور شاویز اور دو بیٹیاں سدرہ اور ایمل

تھیں۔جبکہ نعیم صاحب کے ہاں صرف ایک بیٹی ہی پیدا ہوئی تھی۔۔۔مہر۔۔۔

مہر کی پیدائش کے فوراً بعد ہی۔۔۔اماں بی کی بیٹی شاہینہ کے ہاں جنت پیدا ہوئی مگر اس

دوران وہ چل بسی۔۔۔شاہینہ کے جانے کے بعد اسکے سسرال والوں نے اسکی کی بیٹی

کو اس کے ننھیال والوں کو یہ کہہ کر سونپ دیا کہ کبیر نواز اسے اپنانا نہیں چاہتا۔۔اور

آپ بھی اس سے رابطہ نہ کریں تو بہتر ہو گا۔

جنت کا باپ لندن میں تھا۔اسکے گھر والوں کا اسکی دوسری شادی کا منصوبہ تھا جس کے باعث اس سے جنت کی پیدائش چھپائی گئی۔۔۔بلکہ یہی بتایا کہ دونوں کی موت واقع ہو گئی ہے۔

وہ چاہتے تھے کہ کبیر پاکستان آکر اپنی کزن سے دوسری شادی کر لے، تبھی اسکو بتایا گیا کہ اسکی بیوی کے ساتھ ساتھ بیٹی بھی مر گئی ہے۔

مگر کبیر کے گھر والوں کی سازش ناکام ہو جاتی ہے کیونکہ اس خبر کو سن کر کبیر صاحب پاکستان کبھی نہ آنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں کیونکہ وہ شاہینہ اور اپنی بیٹی کی موت کا صدمہ برداشت نہیں کر سکے۔۔یوں اسکے گھر والوں کا منصوبہ تو ناکام ہوا ہی دوسرا وہ کبیر سے رابطے سے بھی جاتے رہے اور یہاں جنت کے ننھیال والوں میں سے کسی نے بھی کبیر صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔بلکہ شاہینہ کی نشانی کو اپنے گھر کی جنت بنا کے پاس ہی رکھ لیا۔اسے اتنا پیار دیا کہ اسے کبھی کسی محرومی کا احساس ہی نہیں ہوا۔

تن تنہا بالکنی میں ٹہلتے ہوئے وہ آج ہونے والے واقعے کو سوچ رہی تھی۔۔۔بلاشبہ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی مگر اب اس کی یہ بار بار ہونے والی حرکت سے وہ عاجز آچکی تھی۔۔ کبھی وہ شاویز کی باتوں کو سوچتی تو کبھی اس واقعہ کو جس میں شاویز نے جہانگیر

اور اس کے گھر والوں کو بے عزت کیا۔۔۔ابھی وہ اسی سوچ میں مگن ہی تھی کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نے رات کی تاریکی میں اس آگھیرا۔۔۔۔سردی کی پہلی لہر تھی جو کہ اسے شدت سے محسوس ہو رہی تھی ہوا سے اسکے بال اڑ رہے تھے۔۔۔اسی ثناء میں شاویز اسکے پاس آموجود ہوا۔

تم یہاں؟؟اکیلی؟؟وہ حیرت سے بولا۔

وہ اپنے خیالات سے نکلی اور اسے اپنے سامنے دیکھ کر ہڑبڑا سی گئی۔

تم یہاں؟؟اور کوئی تماشا باقی ہے تو وہ بھی کر سکتے ہو تم۔۔۔وہ جنھلائی۔

تماشا؟؟جینی۔۔۔؟وہ آہستگی سے بولا۔

ہاں! تماشا۔۔۔اس نے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

ہٹو میرے راستے سے۔۔۔وہ بے مروتی سے بولی۔

جینی۔۔۔رکو تو۔۔۔اس نے اسکا ہاتھ پکڑا جس سے وہ جاتے جاتے رکی۔

شاویز۔۔۔پلیز۔۔۔ہاتھ پکڑے بغیر بھی بات ہو سکتی ہے۔۔۔اس نے غصہ سے کہا اور ہاتھ کو چھڑوایا۔

ہاں! ہو تو سکتی ہے۔۔۔۔مگر۔۔۔تم میری بات سنتی ہی کہاں ہو؟؟وہ سوالیہ بولا۔

ہاں۔۔۔تو بات کرو ناں! بکواس سننے کے لیے میرے پاس ٹائم نہیں۔۔۔وہ اکڑ کر بولی۔

بکواس؟؟ کیا یہ سب بکواس لگتا ہے تمھیں؟؟ وہ پاگلوں کی طرح بولا۔

ہاں!! ایک دم بکواس۔۔۔وہ سر کو جھٹک کر بولی اور پھر وہاں سے تیزی سے ہوتے ہوئے اپنے کمرے تک آئی جبکہ وہ اسکے جواب پر سپاٹ نظروں سے اسے جاتے ہوئے دیکھتا ہی رہ گیا مگر کتنے دیے اسکے دل میں بجھے۔۔۔کتنے شیشے ٹوٹے۔۔۔یہ وہی جانتا تھا۔۔۔دل کا خون آنکھوں میں پانی بن کر بہنے لگا جسکو اس نے فوراً سے صاف کیا اور آسمان کو دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں محو ہو گیا۔اسے وہ سب یاد آنے لگا جو ماضی میں گزر چکا تھا۔۔۔وہ سب حسین پل جو کبھی جینی کے ساتھ گزرے۔۔۔مگر یہ رشتے والی بات سے دونوں کی دوستی میں ایک خلا سا آ گیا تھا۔

بکواس نہیں ہے یہ۔۔

یہ سب بکواس نہیں تو کیا ہے؟؟؟ ایک تو تم میری اجازت کے بناء میرے کمرے میں گھس آئے ہو اور اوپر سے دیدہ دلیری تمہاری۔۔ تمہیں احساس تک ہی نہیں۔۔وہ اس پہ چیخی۔

اور تمہیں احساس ہے؟؟جو بناء اجازت لیئے میرے دل پہ قبضہ کیے ہوئے ہو؟؟؟

بولو؟؟؟وہ بھی اسی کے انداز میں بولا جس پہ وہ شاکڈ ہو کر رہ گئی۔۔

وہ!آج ڈرائیور کی جگہ تم؟؟مہر کھلکھلا کر ہنسی اور گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے تیزی سے فرنٹ سیٹ پر آموجود ہوئی۔

ہاں!!گھر جارہا تھا۔۔۔اماں بی کا فون آیا کہ ڈرائیور گاؤں گیا ہے۔۔۔سو۔۔۔وہ بولتے بولتے جنت کی آمد پر رکا۔اس نے ایک نظر شاویز کو دیکھا اور باہر ہی کھڑی رہی۔

ارے۔۔۔تم۔۔۔رک کیوں گئی؟؟مہر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

کچھ نہیں۔۔۔اس نے ہاتھوں میں موجود کتابوں کو مضبوطی سے گرفت میں لیا اور بمشکل ہی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی جبکہ شاویز تشویشی انداز میں گاڑی کے شیشے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اب تم آہی گئے ہو تو ڈرائیور کی جگہ ہمیں شاپنگ کے لیے ہی لے چلو۔۔مہر نے مسکرا کر کہا۔

ڈرائیور کی جگہ آیا ہوں!!ڈرائیور نہیں ہوں میں۔۔۔وہ اسے یاد دلانے کی کوشش کرنے لگا اور اسکے ساتھ ہی کار ڈرائیو کی۔

اوہ! یہ تو مجھے پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

مجھے بک شاپ سے کچھ بکس لینی ہیں۔۔۔جینی نے اطلاع دیتے ہوئے کہا مگر وہ سنا شاویز کو ہی رہی تھی مگر اسکا دھیان شاویز پر نہیں تھا۔

اچھا۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔اس نے اسے دیکھا مگر جینی نے نظریں گھماتے ہوئے باہر موجود مناظر کو بغور دیکھنے لگی۔

کیا ٹھیک ہے؟؟ کمینے۔۔۔وہ اس پر آ جھپٹی۔

میں نے کہا تو تمھیں یاد آ گیا کہ ڈرائیور نہیں ہو تم۔۔۔اور اب اس نے کہا تو ٹھیک ہے؟؟وہ چلائی۔

اوہ!!مہر۔۔۔ریلیکس۔۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔وہ بمشکل جان چھڑواتے ہوئے بولا۔

کیا ٹھیک ہے؟؟وہ جنجھلائی۔

لے جاؤں گا مارکیٹ۔۔۔شاپنگ کے لیے۔۔۔وہ چبا چبا کر بولا اور ہولے سے مسکرایا۔

اس کا پورا دھیان جنت پر تھا مگر جنت نے اک نظر اٹھا کر بھی اسے دیکھا نہیں تھا۔

کونسی بک چاہیئے؟؟ بتادو۔۔۔اس نے گاڑی کو روکا اور پیچھے مڑ کر اس سے پوچھا۔

نہیں۔۔میں خود لے آتی ہوں۔۔اس نے بے مروتی سے کہا اور گاڑی کا دروازہ کھولا۔

اوہ کم آن! جینی۔۔۔۔دے دو اسے ہی۔۔۔مہر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

وہ ایک لمحے کے لئے رکی اور پھر خاموشی سے اسے ایک پرچی دی جس پر بک کا نام درج تھا۔شاویز نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

جینی!۔۔۔مسئلہ کیا ہے تمھارا؟ مہر گویا ہوئی۔

کیا مطلب؟؟؟

مطلب یہ ہے کہ۔۔۔شاویز کے ساتھ الجھی الجھی سی کیوں ہو تم؟

بس میرا دل نہیں کرتا اس سے بات کرنے کو۔۔۔اس نے کندھے اچکا کر کہا۔

دل نہیں کرتا۔۔۔یا؟؟؟ وہ دبی سی ہنسی سے بولی۔

یا۔۔؟؟وہ سوالیہ بولی۔

لو آگیا تمھاری بک لے کر۔۔۔مہر نے اسے دور سے آتا دیکھا اور مسکرائی۔

بس اب۔۔۔مارکیٹ کی طرف چلو۔۔۔شاویز کے بیٹھتے ہی مہر فوراً سے بولی۔

نہیں ہوتی دیر۔۔۔صرف دس منٹ۔۔۔۔پلیز۔۔۔وہ التجائیہ بولی۔

اچھا۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔دس منٹ۔۔۔مطلب دس منٹ۔۔۔او۔۔۔کے۔۔ جینی نے واضح الفاظ میں سمجھایا۔

او۔کے۔۔۔بابا۔۔۔او۔کے۔۔اب چلیں؟؟؟وہ جینی سے کہتے ہوئے پھر شاویز سے بولی،جو کہ بس حیرت سے دونوں کی باتوں میں مگن تھا۔

ہاں۔۔۔وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے کار ڈرائیو کرنے لگا۔

لو بھئی۔۔۔آگئی۔۔۔ تمھاری مارکیٹ۔۔۔اب جو چاہئیے جلدی سے لے کر آؤ۔۔۔وہ تیزی سے بولا۔

بڑا احسان کر رہے ہو تم مجھے یہاں لا کر۔۔۔۔وہ لڑتے ہوئے بولی۔

مہر لے تو آیا ہے ناں۔۔۔اب لڑ کیوں رہی ہو؟؟دس منٹ میں واپس آؤ۔۔۔جنت نے سمجھاتے ہوئے اسے یاد دلایا۔

www.neweramagazine.com

دس منٹ۔۔وہ کھلکھلائی۔

دس منٹ تو نہیں۔۔۔دو گھنٹے۔۔۔اسکی بات سن کر دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

دو گھنٹے۔۔۔۔مہر پاگل ہو گئی ہو؟؟ جینی غصے سے بولی۔

ریلیکس۔۔۔اس نے پر سکون انداز سے اسے کہا۔

اور تمھیں کیا لگتا ہے کہ ہم تمھارا یہاں انتظار کریں گے؟؟ شاویز نے سوالیہ کہا۔

آف۔۔۔کورس۔۔۔اس نے یقینی انداز سے اسے کہا اہو کار کا دروازہ کھولا۔

نو۔۔نیور۔۔۔جینی نے تیزی سے بولا جس سے وہ رک گئی۔

مرضی ہے۔۔وہ کندھوں کو اچکاتے ہوئے ہنسی اور وہاں سے چلی گئی۔

حد ہوتی ہے۔۔۔جینی نے غصے سے کہا اور چھینکنے لگی۔

کیا ہوا ہے؟ تمہاری طبعیت تو ٹھیک ہے؟ وہ فوراَ سے فرنٹ شیشے سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔اسکے چہرے سے فکر مندی صاف ظاہر تھی۔

ٹھیک ہوں۔۔وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے بولی۔

اب کیا کریں؟؟؟

کرنا کیا ہے۔۔۔گھر چلتے ہیں۔۔۔خود ہی بھگتے یہ لڑکی اماں بی کا غصہ۔۔۔۔شاویز نے فوراً سے کہا۔

نہیں۔۔۔وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولی۔

اس طرح تو ہمیں بھی ڈانٹ پڑے گی۔۔

تو پھر؟؟ تمھارا خیال ہے کہ میں یہاں۔۔۔فضول میں دو گھنٹے برباد کروں؟؟ جبکہ مجھے ابھی آفس میں ایک اہم میٹنگ کے لئے بھی جانا ہے۔چچا جان انتظار کر رہے ہوں گے میرا۔۔نئے ممبرز کے ساتھ میٹینگ ہے جو میں مِس نہیں کر سکتا۔۔اب یہاں دو گھنٹے رکنے کا مطلب چچا اور ابا کی ڈانٹ۔۔۔وہ سنجیدگی سے بولتے ہوئے اسے اطلاع دینے لگا۔

نہیں۔۔۔یہ کب کہا میں نے کہ تم میٹینگ میں نہ جاؤ۔۔۔وہ فوراً سے بولی۔

تو پھر؟؟ وہ سوال کرنے لگا۔

آفس ہی چلتے ہیں۔۔۔واپسی پہ اس کو پک کر لیں گے یہاں سے۔۔۔وہ رائے دیتے ہوئے بولی۔

ٹھیک ہے۔۔۔ مگر دو گھنٹے رکنے کی کوئی خاص وجہ۔۔؟؟ تمھیں بھی تو لے کر جا سکتی تھی نا۔۔ وہ الجھا۔

تو کیا ہوا؟؟ تمھیں مسئلہ ہو رہا ہے مجھے لے کر جانے میں؟؟ وہ جھنجھلائی۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ ایسی بات نہیں۔۔۔ وہ فوراً سے بولا۔

فاریور کائنڈ انفارمیشن۔۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں تمھارے ساتھ جانے کا۔۔ مہر نے موقع ہی نہیں دیا کہ اس سے کچھ پوچھ سکوں۔۔۔ وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے لڑنے والے انداز میں بولی اور مہر کو فون کرنے لگی جبکہ شاویز لب بھینچ کر رہ گیا۔

کہاں ہو تم؟؟ آخر یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔ باتیں سننے کے لئے مجھے چھوڑ گئی ہو۔۔۔ اس کے انداز پر شاویز نے شرمندگی سے اسے دیکھا۔

اس نے مہر کو خوب سنائی اور پھر اسکی طرف سے وجہ جان کر فون خود ہی بند کر دیا۔

جینی۔۔۔ سوری۔۔۔ میرا وہ مطلب ہرگز نہیں تھا۔۔ تم خود سے اخذ کر رہی ہو۔۔ وہ الجھا جبکہ اس نے فون غصہ سے پٹخا۔

برتھ ڈے ہے اس کی فرینڈ کا۔۔۔ بہانے سے اس لئے روکا ہمیں۔۔۔ کہ تم یہاں ہر گز یہاں رکنے نہیں دو گے اسے۔۔۔ جینی نے ایک لمبی تفصیل سناتے ہوئے دل کا بوجھ ہلکا کیا۔

اچھا۔۔۔ سوری۔۔۔ سوری۔۔ وہ بار بار بولا اور گاڑی چلادی مگر وہ منہ پھلائے ہی بیٹھی رہی۔

تم نہیں جانتی اسکی دوست کو؟؟ وہ کشمکش میں مبتلا ہوا۔

تم پھر شروع ہو گئے؟؟ میں جانتی ہوتی تو اسکی دوست مجھے بھی انوائیٹ کرتی نا۔۔ اب پلیز مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا۔ شام میں اسی سے تفشیش کر لینا۔ وہ تقریباً اکتا سی گئی تھی۔

جینی۔۔۔ اس نے ارد گرد دیکھا اور آہستگی سے بولا جس پر وہ زچ ہو کر بولی۔

جی؟؟ اور کوئی بات۔۔۔

آگے آکر بیٹھ جاؤ یار۔۔۔ وہ گاڑی روکتے ہوئے بولا۔

مجھے نہیں بیٹھنا یہاں۔۔۔ وہ منہ پھلا کر بولی مگر پھر اس کی رونی صورت دیکھ کر کچھ لمحے کے بعد وہ اٹھی اور بمشکل ہی فرنٹ سیٹ پر آموجود ہوئی۔

تھینک گاڈ۔۔۔شاویز نے دل ہی دل میں شکریہ ادا کیا۔

جینی۔۔۔ایک بات پوچھوں ؟۔۔۔وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

نہیں۔۔۔اس نے اکڑ کر جواب دیا۔

جینی۔۔۔آخر اتنا بدلاؤ۔۔۔کس لئے۔۔۔؟؟ وہ رونے والے انداز میں بولا۔

جب تم نے بات پوچھ کر ہی رہنی تھی تو سوال کیوں پوچھا؟؟؟ وہ ہنسی اور سوالیہ بولی۔

Anyway

۔۔۔بدلاؤ کیسا؟؟؟

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جینی۔۔۔ہماری دوستی ایسی ہر گز نہیں تھی۔ جیسی۔۔۔اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتا

جینی نے بھنوئیں اچکا کر اسے دیکھا۔

تمھیں وقت نہیں دے پاتا ناں۔۔

i know that!!

لیکن جوں ہی بھائی جان آئیں گے ناں۔۔سب نارمل ہو جائے گا۔۔۔ابھی ابو کو۔۔۔

پلیز۔۔شاویز۔۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔وہ اسے ٹوکتے ہوئے بولی۔

اور رہی بات دوستی کی تو دوست تو ہم آج بھی ہیں اور رہیں گے۔۔۔ مگر۔۔

مگر۔۔۔وہ تشویشی انداز سے بولا۔

مگر تمھاری فضول قسم کی باتیں۔۔۔۔اور تمھاری حرکتیں۔۔۔

i hate all these

وہ نقاہت سے بولی۔۔

فضول؟؟وہ گاڑی چلاتے چلاتے رکا۔

ہاں۔۔!ایک دم فضول۔۔۔اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب جلدی کرو۔۔۔اس سے پہلے تمھاری میٹنگ۔۔۔اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی

شاویز فوراسے بولا۔

بے فکر رہو۔۔۔ضرورت نہیں تمھیں میری فکر کرنے کی۔۔۔وہ اکڑ کرنا گواری سے

بولا۔

جب نظروں سے گرا ہی چکی ہو تو اب؟؟اس سب کا مطلب؟؟

This is to much۔۔۔شاویز

وہ غصے سے بولی۔

تم غلط سوچ رہے ہو۔۔

شاہ ویز نے اسے غصہ سے دیکھا اور اپنا فوکس کار ڈرائیو کرنے پہ ہی رکھا۔

شاہ ویز۔۔ تم جانتے ہو اچھے سے کہ میں کیا کہنا چاہتی ہوں۔۔اب کیوں تم ایسی باتیں کر رہے ہو؟؟

پلیز۔۔ جینی۔۔ تم بھی اچھے سے جانتی ہو کہ میں نے یہ سب کیوں اور کس لیئے کیا اور یہ تب تک کرتا رہوں گا جب تک۔۔ تم میری محبت کو قبول نہ کر لو۔۔اس نے کمپنی کے باہر گاڑی روکی اور گاڑی سے باہر آیا۔اور دوسری سائیڈ پر آکر اسکی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

اب اسے میری دھمکی سمجھو یا ضد۔۔اسکے لہجے میں مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ دھمکی تھی، جسے محسوس کرتے ہوئے وہ حیران رہ گئی۔

شاہ ویز اس حد تک جارحانہ انداز میں بات کر سکتا ہے اسے اندازہ نہیں تھا۔

بچے آئے نہیں ابھی تک۔۔۔؟؟اماں بی نے سامعیہ سے پوچھا۔

پتہ نہیں ہے۔۔۔شاویز کا فون بھی نہیں لگ رہا۔وہ وجہ بتانے لگیں۔

اندازہ تھا مجھے اس لڑکے کی لاپرواہی کا۔۔۔اماں بی لاٹھی کا سہارا لیے ہوئے بیٹھیں۔

اماں بی۔۔۔آج میٹنگ بھی تھی تو۔۔۔ندیم صاحب فوراً سے بولے۔

ہاں تو؟؟بچیاں بیچاری وہاں انتظار میں ہوں گی۔فون لگاؤ ندیم اسکو۔۔۔وہ حکم دینے لگیں۔

جی۔۔اماں بی۔۔وہ صوفے پر بیٹھے اور فون ملانے لگے۔

آپ کے لیے سوپ لے آؤں؟؟سامعیہ فوراً سے بولی۔

نہیں۔۔رہنے دو۔۔۔آج اچھا ہوتا میں چلا جاتا۔۔۔۔وہ غصہ سے فون کو پٹختے ہوئے بولے۔

کیا ہوا؟؟سامعیہ گھبرائی۔

فون ہی آف جا رہا ہے تمھارے لاڈلے کا۔۔۔وہ بولے اور غصہ سے اٹھے۔

آپ کہاں جا رہے ہیں؟؟سامعیہ سوالیہ بولی۔

کہاں جا سکتا ہوں آخر؟؟وہ جھنجھلائے۔

آپ کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں۔۔۔

ٹھیک ہوں میں۔۔۔کم از کم فون تو اسے آن رکھنا چاہیئے تھا۔ندیم صاحب غصہ کو کنٹرول کرتے ہوئے بولے۔

ندیم بیٹا۔۔۔بیٹھو۔۔۔نعیم کو فون لگاؤ۔۔۔اماں بی ذرا نرمی سے بولیں جس پر ندیم صاحب کو ان کا حکم ماننا پڑا اور دل ہی دل میں سامعیہ نے شکر ادا کیا۔

جی۔۔ماموں جان۔۔۔ہم بس آرہے ہیں۔۔۔جینی نے خود کو کرسی کا سہارا دیتے ہوئے کہا۔

مگر بیٹی۔۔۔تم آفس میں۔۔وہاں کیا کر رہے ہو تم لوگ؟؟ندیم صاحب پریشانی سے بولے۔

ماموں جان۔۔۔بے فکر رہیئے۔۔اصل میں۔۔شاویز کو میٹینگ اٹینڈ کرنا تھی۔۔سو۔۔ہم نے سوچا۔۔ہم لوگ ذرا کمپنی میں گھوم پھر آئیں۔۔۔وہ شوخیہ انداز سے بولی۔

بیٹی۔۔۔کمپنی نہ ہو گئی کوئی شاپنگ مال ہے کیا؟؟وہ ذرا سختی سے بولے۔

سوری۔۔ماموں جان۔۔۔وہ رونے والے انداز میں بولی۔

جلدی پہنچو۔۔۔تم لوگ۔۔۔وہ حکم صادر کرتے ہوئے فون رکھ کر اماں بی کو اطلاع دینے لگے۔

نعیم میٹینگ میں ہے۔۔۔ جینی نے فون ریسیو کیا۔۔بے فکر رہیئے۔۔آرہے ہیں۔۔۔ وہ انہیں پر سکون کرتے ہوئے بولے جس پر اماں بی نے ہولے سے گردن ہلائی اور خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔کیونکہ انہیں اس وقت سب سے زیادہ غصہ سجیل پہ آرہا تھا۔

کس کا فون تھا؟؟نعیم صاحب نے اپنے آفس روم میں داخل ہوتے ہی اسے فون کے قریب پایا تو پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ۔۔گھر سے۔۔۔وہ ہکلائی۔

اچھا۔۔۔! یہ مہر کہاں ہے؟؟؟وہ کرسی پر بیٹھے فائل کو پکڑ کر بولے۔

وہ۔۔۔ماموں جان۔۔۔وہ۔۔۔وہ مزید ہکلائی۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی شاویز داخل ہوا۔

چلو۔۔۔چلیں۔۔۔وہ اس سے بولا۔

ہاں۔۔چلو۔۔۔وہ فوراً سے اٹھی۔

ارے بھئی مہر اندر کیوں نہیں آئی؟؟ نعیم صاحب کرسی پر بیٹھے مزید فائلز کو ٹٹولنے لگے۔

وہ۔۔۔دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا اور بہانہ سوچنے لگے۔

ہاں۔۔وہ۔۔گاڑی میں۔۔۔وہ بہانہ گڑھتے ہوئے بولا اور فون کو جان بوجھ کر کان کے ساتھ لگاتے ہوئے بولا۔

ہاں بس آرہے ہیں۔۔۔چلو جینی۔۔۔۔چلو چلیں۔۔وہ اسکو اشارے سے جلدی چلنے کا بول کر فوراً سے خود باہر آموجود ہوا۔

شکر ہے بچت ہوگئی۔۔۔

ہاں۔۔مگر اب جلدی کرو۔۔۔جینی تیزی سے باہر کی طرف نکلی اور گاڑی میں آموجود ہوئی۔

آرہے ہو تم لوگ؟؟ کہ میں خود ہی چلی جاؤں؟؟ مہر فون پر شاویز کو دھمکا رہی تھی۔

حد ہوتی ہے۔۔۔پہلے ہی تمھاری وجہ سے اتنا وقت ہوگیا ہے اور تم ہو کہ اب بھی۔۔۔ وہ غصہ سے ذرا دکھی انداز میں بولا۔

کیا اب بھی؟؟ وہ سوالیہ بولی۔

کچھ نہیں۔۔۔اینی وے۔۔۔۔تم وہاں ہو کس کے ساتھ؟؟وہ تفشیشی انداز میں بولا۔

کیوں؟؟وہ زور دے کر بولی۔

جینی نے تمھیں بتایا نہیں؟؟وہ سوال کرنے لگی۔

ہاں بتایا ہے۔۔۔مگر میں تمھارے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔۔۔مجھے نہیں لگتا کہ۔۔۔

کیا نہیں لگتا؟؟وہ فون پر چیخی۔

یہی کہ تم دوستوں کے ساتھ نہیں۔۔۔بلکہ معاملہ کچھ اور ہے۔۔۔وہ شکی انداز میں بولا اور فوراً سے گاڑی میں بیٹھا۔جینی نے نظر اٹھا کر بغور اسکی طرف دیکھا جس کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے تھے۔

اوہ!کم آن۔۔۔کچھ باتیں پرسنل بھی ہوتی ہیں شاویز۔۔۔وہ کھلکھلائی۔

پرسنل۔۔۔وہ ہنسا۔

بے فکر رہو۔۔آج جاتے ہی اماں بی کو بتا دوں گا سب۔۔۔وہ دھمکی دیتے ہوئے بولا۔

اوہ!رئیلی۔۔۔چلو میرا کام آسان ہو جائے گا۔۔۔ویسے بھی۔۔۔ڈانٹ مجھ سے زیادہ تمھیں پڑے گی۔۔۔وہ کھلکھلا کر ہنسی جبکہ اسکے سامنے بیٹھا سجیل ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

حد ہوتی ہے بے شرمی کی۔۔۔وہ زیر لب آہستگی سے بولا مگر جینی کو اسکی آواز صاف سنائی دے رہی تھی جس پر وہ حیرت سے بس ہونٹوں کو سیے اسے دیکھنے لگی۔

تو کب آرہے ہو دونوں مجھے پک کرنے؟؟ وہ شرارتی انداز میں ہنسی۔

مہر۔۔۔وہ آگ بگولہ ہوا۔

ریلیکس۔۔۔ایم ریڈی۔۔۔آتے ہی مس کال کر دینا۔۔۔وہ ہنسی اور فون رکھ دیا۔

ارے میں تمھیں ڈراپ کر آتا ہوں مہر۔۔ سجیل بولا۔

ارے نہیں۔۔۔مار نہیں کھانی مجھے گھر سے۔۔۔وہ کھلکھلائی۔

دوسری طرف شاویز نے فون کو ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے جینی کی طرف دیکھا جو کہ بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

پوچھو گی نہیں کہ کیا کہا اس نے؟؟ اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔

ہاں۔۔۔اس نے پلکیں جھپکائیں۔

کیا کہا؟؟

نواب زادی دھمکیاں دینے پہ اتر آئی ہے۔۔۔ہمیں دھمکی دے رہی ہے کہ اگر اس کا نام لیا گھر جاکر تو ڈانٹ ہمیں پڑے گی وغیرہ۔۔وغیرہ۔۔شاویز تلخی سے بولا۔

اچھا۔۔۔ریلیکس۔۔۔۔کچھ نہیں ہو گا۔۔۔وہ اسے تسلی دیتے ہوئے بولی جس پر وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرادیا۔

جنت۔۔۔وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

ہاں۔۔۔وہ باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بولی۔

لک ایٹ می۔۔۔اس کے کہنے پر وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

کیاواقعی تمھیں میں فضول لگتاہوں؟؟؟

لو۔۔پھر سے شروع ہو گیا یہ۔۔وہ زیرِلب خود سے بولی۔

تم نہیں۔۔۔تمھاری باتیں ہیں فضول۔۔اب پلیز۔۔۔میں اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔وہ قدرے سنجیدگی سے بولی۔

اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمھارا اور میرا دوستی کا رشتہ ختم نہ ہو تو۔۔۔پلیز۔۔۔وہ موبائل کو کان کے ساتھ لگاتے ہوئے بولی۔

جس پر وہ ساکت رہ گیا مگر چاہتے ہوئے بھی کچھ بول نہ سکا۔

ہیلو۔۔۔ٹو بوتھ آف یو۔۔۔مہر تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے بولی۔

جلدی بیٹھو یار۔۔۔جنت فوراً سے باہر آموجود ہوئی اور اس سے اشارۃً بولی۔

اوہ۔۔ہو! تم بیٹھو یار۔۔۔مہر فوراً سے بولی۔

نہیں۔۔۔میں پیچھے ہی ٹھیک ہوں۔۔۔وہ مسکرائی اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی مگر اس کی بات سن کر شاویز نے مایوسی کے ساتھ اسے دیکھا مگر پھر مہر کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔

چلو۔۔۔آؤ۔۔۔جلدی کرو۔۔لگتا ہے جھگڑا ہوا ہے تم لوگوں میں۔۔۔مہر بیٹھی اور شرارتی انداز میں بولی۔

ہاں۔۔۔کچھ لوگوں کو جھگڑا کرنے کی عادت ہوتی ہے۔۔شاویز طنزیہ انداز سے بولا جس پر مہر نے اسے گھور کر دیکھا۔

اور کچھ لوگوں کو فضول بحث کرنے کی۔۔۔جواباً جنت نے طنزیہ کہا جس پر مہر کھلکھلا کر ہنسی۔

ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی تم لوگوں کی۔۔

اینی وے۔۔۔جلدی چلاؤ۔۔۔وہ حکمیہ انداز سے بولی۔

چلا تو رہا ہوں۔۔۔اب اڑانے سے تو رہا میں اس گاڑی کو۔۔۔وہ زچ ہو کر بولا۔۔

توہوائی جہاز خرید لونا۔۔اب اتنے توامیر ہم ہیں ہی۔۔۔مہر آنکھ مارتے ہوئے بولی

لیکن دونوں میں سے کسی نے بھی اسکی بات پہ ردِ عمل کااظہار نہ کیا سوا سے چپ رہنا ہی مناسب لگا۔

کیا سڑیل کزن ملے ہیں مجھے بھی۔۔اف ف ف۔۔

وہ سب گھر پہنچے تو وہاں ایک عجیب سا ہی سماں تھا۔۔(زیتون بیگم)اماں بی چھڑی کو زمین پر ٹکائے گھڑی کی ٹک ٹک کو سننے میں محو تھیں اور انکی آنکھیں دروازے پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔۔جیسے ہی وہ تینوں داخل ہوئے اماں بی نے سبھی کو روکا۔۔۔اس سے پہلے وہ سلام دعا کرتے اماں بی فوراً سے بول اٹھیں۔

یہ کوئی وقت ہے گھر آنے کا؟؟وہ گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے بولیں جس پر غالباً شام کے چار بج رہے تھے۔

اماں بی وہ۔۔۔اصل میں۔۔۔جنت نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

تم چپ رہو۔۔۔وہ غصہ سے بولیں۔

مجھے اس سے پوچھ لینے دو۔۔۔وہ شاویز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولیں۔

اماں بی۔۔۔وہ۔۔۔مہر بولی۔

تم سے نہیں پوچھا کچھ بھی۔۔۔۔جاؤ تم لوگ یہاں سے۔۔۔۔اماں بی کے ایک اشارے پر وہ دونوں بھاگی بھاگی وہاں سے ایسے غائب ہوئیں جیسے وہاں تھیں ہی نہیں۔

اب کمرے میں اماں بی اور شاویز ہی موجود تھے۔بات چاہے بڑی ہو یا چھوٹی۔۔۔ اماں بی کو بس شاویز پر غصہ کرنے کا بہانہ چاہیئے تھا۔اور وجہ یہ تھی کہ شاویز کو آج تک انہوں نے جو بھی سمجھایا اس نے ہر دفعہ اس کے بر عکس ہی عمل کیا اور لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔

♥جاری ہے♥

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews